۵۰۵۴
۳۷/۴/۸

دارالافتاء

akram ufiyaanhu
Saturday, January 16, 2016 8:47 PM

استفتاء برائے مسائل سود

سلام علیکم
درجہ ذیل مسائل کا شرعی حل مطلوب ہے۔
۱۔ غیر اسلامی بینک سے حاصل ہونے والے سود رفاہی کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟
۲۔ زید خود مستحق زکوہ ہے تو کیا زید خود کے اکاؤنٹ سے حاصل شدہ سود کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے ؟ یا دوسرے فقراء پر تصدق لازم ہے؟ نیز کیا زید اس سود کو اپنی بیوی یا اپنے اصول و فروع پر تصدق کر سکتا ہے؟
۳۔ عمر متشرع شخص ہے اس پر تجارت کرتے کرتے چھ لاکھ روپوں کا قرض ہو گیا قرض خواہ مطالبہ کرتے رہتے ہیں نیز عمر کے دو شادی شدہ بھائی کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے ۔ عمر کو کوئ قرضہ حسنہ بھی نہیں مل رہا اور اسکو کوئ زکوہ بھی نہیں دے رہا ۔ عمر پریشان حال ہے تو کیا اس صورت حال میں عمر کو بقدر ضرورت سودی لون لینا جائز ہوگا ؟
مفصل جوابات مرحمت فرماکر ماجور ہو فقط

دارالافتاء
فتوی نمبر ۱۰/۱۴۷۶

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصليا

(۱)۔۔۔مذکورہ رقم کے بارے میں اصل حکم یہ ہے کہ یہ رقم اصل مالک کو واپس کردی جائے لیکن عام طور پر اصل مالک معلوم نہیں ہوتا،اس لیے یہ رقم ثواب کی نیت کے بغیر اصل مالک یا اصل مالکوں کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے،اور احتیاط اسی میں ہے،تاہم اس سلسلہ میں اکابر علماء کی دو رائے ہیں:۔

(۱)حرام مال کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے ہیں، جن کا ذکر قرآن میں ہے، اور اس میں تملیک (کسی کو مالک بنانا) بھی شرط ہے یعنی کسی فقیر و مسکین کو باقاعدہ مالک و قابض بنا کر دینا ضروری ہے کسی رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں۔

(۲)حرام مال لقطہ کے حکم میں ہے اور لقطہ کے مصارف وہی ہیں جو صدقات نافلہ کے ہیں۔(یعنی رفاہی کاموں مثلاً مساجد، مدارس وغیرہ میں لگانا جائز ہے)

پہلے قول میں احتیاط ہے اور دوسرے قول میں توسع (گنجائش) ہے۔البتہ احترام مسجد کے پیش نظر یہ رقم مسجد میں بہرحال نہ لگائی جائے، کیونکہ یہ رقم ناجائز عقد کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔

(ماخذہ، فتاویٰ عثمانی:۳/۱۲۹تا۱۴۰، والتبویب:۵۸/۱۷۳۴بتصرف)

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح – (۹ / ۲٤۱)

وعن أبي هريرة قال قال رسول الله إن الله طيب أي منزه عن النقائص والعيوب ومتصف بالكمالات من النعوت لا يقبل أي من الصدقات ونحوها من الأعمال إلا طيبا أي منزها عن العيوب الشرعية والاغراض الفاسدة في النية.

وفي حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (۱ / ٦٥۸)

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالا خبيثا ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله.

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٥ / ۹۹)

والحاصـــل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه

الفتاوى الهندية (۳/ ۲۱۲)

فإنه يتصدق بذلك الفضل في قول أبي حنيفة وأبي يوسف – رحمهما الله تعالى – **وإنما طاب للمســاكين على قياس اللقطة** قال وهذا الربح لا يطيب لهذا المشـتري، وإن كان فقيرا لأنه يكتسبه بمعصية ويطيب للمساكين وهو أطيب لهم من اللقطة،

جاری ہے۔۔۔

(۲)۔۔۔جب تک حلال مال موجود ہو اس طرح کا حرام مال استعمال کرنا ہر گز جائز نہیں، البتہ اگر حلال مال بالکل بھی موجود نہ ہو اور زید کے پاس خرچ کرنے کے لیے اور کوئی مال بھی نہ ہو تو اس کے لئے مستحقِ زکوۃ ہونے کی بناء پر یہ حرام رقم بطورِ صدقہ اپنے استعمال میں لانے کی گنجائش ہے، البتہ سودی لین دین ناجائز اور سخت حرام ہے، اس لیے اس پر لازم ہے کہ وہ سودی بینک سے لین دین کے معاملات یعنی سودی اکاؤنٹ بالکلیہ ختم کرے، اور اب تک جو گناہ ہوا ہے اسی پر صدقِ دل سے توبہ کرنا بھی ضروری ہے اور رقم کی حفاظت کے لئے ایسے غیر سودی بینک جو مستند علماء کرام کے زیر نگرانی شرعی اصولوں کے مطابق کام کررہے ہیں، ان میں اکاؤنٹ کھلوا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس خرچہ کے لیے رقم ہو اور اس کو یہ رقم استعمال کرنے کی شدید حاجت ہو تو پھر اس شرط کے ساتھ استعمال کرنے کی اجازت ہے کہ جب بعد میں حلال مال میسر آجائے تو اتنی رقم صدقہ کردے۔ اور اگر زید کی بیوی یا اس کے بچے مستحقِ زکوۃ ہوں تو ان پر صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔(ماخذہٗ امداد المفتین: ۳۸۶/۲ بتصرف)

فقه البيوع, ٢ | ١٠٤٥

وذكر صاحب "الاختيار في شرح المختار"أنّه وإن وجب التّصدّق بالفضل,ولكن إن احتاج إليه,**بأن لم يكن في ملكه ما يسُدّ به حاجة نفقته ونفقة عياله,فصرفه في حاجته بنيّة أنّه يتصدّق بمثله فيما** بعد جاز له ذلك.قال رحمه الله تعالى بعد بيان مذهب أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى في وجوب التّصدّق بالفضل:"و لهما أنه حصل بسبب خبيث وهو التصرف في ملك الغير, و الفرع يحصل على صفة الأصل,و الملك الخبيث سبيله التّصدّق به, و لو صرفه في حاجة نفسه جاز,ثم إن كان غنيّاً,فصدّق بمثله, وإن كان فقيرا لا يصدّق"ولكن مقيّد بما إذا لم يكن عنده مال آخر لدفع حاجته.قال صاحب الهداية:"إلا اذا كان لا يجد غيره, لأنّه محتاج إليه,و له أن يصرفه إلى حاجة نفسه فلو أصاب مالاً, تصدّق بمثله إن كان غنيّاً وقت الأستعمال.وأن كان فقيرا فلا شيئ عليه......

(۳)۔۔۔سودی لین دین ناجائز اور سخت حرام ہے، اس پر قرآن وحدیث میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں سود کھانے والے اور کھلانے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے، اس لئے موجودہ حالات میں عمر کے لئے سودی قرض لینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ صرف حلال ذرائع سے مال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(ماخذہٗ امداد الفتاوی، ج:۳، ص:۱۴۷، بتصرف والتبویب: ۵/۱۵۸۴)

دار الافتاء

جاری ہے۔۔۔

[البقرة : ٢٧٥]

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾

[البقرة : ٢٧٨]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

[آل عمران : ١٣٠]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

[البقرة: ١٧٣]

{ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

صحيح البخاري–نسخة طوق النجاة (ص: ٣٦٠)

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثني غندر حدثنا شعبة عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أنه اشترى غلاما حجاما فقال إن النبي ؟ نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي **ولعن آكل الربا وموكله** والواشمة والمستوشمة والمصور

والله سبحانه تعالیٰ اعلم

محمد علی قرغیزی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۶، ربیع الثانی، ۱۴۳۷ھ
۲۰۱۶،۰۱،۲۷ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۶، ربیع الثانی، ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح
محمد طاہر غفرلہ
۱۷ / ۴ / ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح

۱۹ / ۴ / ۱۴۳۷ھ